مدیر کے نام

حفیظ الرحمٰن احسن، لاہور

حامد عبدالرحمٰن الکاف کا مقالہ 'تفہیم القرآن: مقاصد و اہداف' (مئی ۲۰۱۲ء) خیال افروز ہے، البتہ اس کا آخری عنوان 'اہم تقاضا' محلِ نظر ہے۔ صاحبِ مضمون کی یہ تجویز کہ تفہیم القرآن کے زبان و بیان کو موجودہ حالات کے تقاضوں کے تحت تبدیل کرنے کی ضرورت ہے، جتنی سادگی سے کہہ دی گئی ہے اُتنی ہی ناقابلِ قبول ہے اور عملاً ناممکن بھی۔ اگر ایک دفعہ یہ راستہ کھول دیا گیا تو پھر تفہیم کو دانستہ یا نادانستہ تحریف سے کوئی محفوظ نہیں رکھ سکے گا اور مضمون نگار کے پیش نظر جو فائدہ ہے وہ بھی حاصل نہیں ہو سکے گا۔

تفہیم القرآن نے ہر سطح کے ذہن کے لوگوں کو متوجہ اور متاثر کیا ہے اور تمام دائرہ ہائے زندگی کے لوگوں اور طبقات پر قرآن فہمی کے دروازے کھول دیے ہیں۔ اس کا اسلوبِ تحریر پہلے کبھی اس کے ترسیل خیالات و افکار میں رکاوٹ بنا ہے اور نہ آیندہ کبھی بنے گا۔ البتہ اگر کچھ مقامات واقعی ایسے ہوں جو توضیح طلب ہوں تو وہ الگ مضامین کی شکل میں یا تشریحی عبارات کی شکل میں لکھے جاسکتے ہیں، لیکن تفہیم کے اصل متن میں کسی قسم کی تبدیلی ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ جو تصانیف کلاسک کا مقام حاصل کر لیتی ہیں وہ خود اپنی جگہ ایک معیار ہوتی ہیں جس کی تقلید کی جاتی ہے۔ اُنھیں ترمیم و اصلاح کی سان پر نہیں چڑھایا جاتا۔ شیکسپیئر کے بعد انگریزی زبان و ادب و انشاء غیر معمولی تغیّرات سے گزر چکے ہیں، لیکن شیکسپیئر کے اسلوبِ بیان کو بدلنے کے بجائے تشریحات پر کتابوں کا وسیع ذخیرہ وجود میں آچکا ہے۔

جہاں تک سائنسی حقائق کے ارتقا اور تغیّرات کا ذکر ہے، اس لحاظ سے الگ معلومات مرتب کی جاسکتی ہیں اور سید مودودیؒ کے بیان کردہ سائنسی حقائق کو up to date کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ سب کچھ علمی ضمیموں کی شکل میں ہونا چاہیے جو وقتاً فوقتاً تفہیم القرآن کی مختلف جلدوں کے آخر میں شامل کر دیے جائیں۔

متین فکری، اسلام آباد

'تفہیم القرآن: مقاصد و اہداف' میں مصنف نے تفہیم القرآن کی تخلیق و تصنیف میں سید مودودیؒ کی محنت و عرق ریزی پر روشنی ڈالی ہے اور اسے بجا طور پر ایک حرکی تفسیر قرار دیا ہے، جو آنے والے زمانوں میں بھی اسلامی تحریکوں کی رہنمائی کرتی رہے گی۔ لیکن مضمون کے آخر میں انھوں نے تفہیم کو بدلتے ہوئے